اسلام میں انسانی حقوق: ایک جائزہ

ڈاکٹر ریاض احمد شیخ

اسسٹنٹ پروفیسر
شعبہ اسلامک اسٹڈیز،
اسلامک یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، کشمیر۔ 192122

اسلام زندگی کا ایک عملی نظام حیات اور زندگی کے تمام تر جملہ مسائل کا پر حاوی ہے انسانی حقوق کے حوالے سے اسلام ایک وسیع اور جامع تصور پیش کرتا ہے جو صرف کاغذ کے اوراق پر لکھی تحریریں و قراردادیں نہیں بلکہ اسلامی تاریخ نے ان کا ہمہ گیر عملی نمونہ پیش کیا۔ یہ انسانی حقوق کی مکمل تحفظ کرنے کے ساتھ ساتھ عزت و آبرو کی حفاظت بلا رنگ نسل، مذہبی ملت کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے۔ انسانی حقوق کے بارے میں اسلام کا تصور بنیادی طور پر بنی نوع انسان کے احترام، وقار اور مساوات پر مبنی ہے

دور حاضر میں اگر کسی موضوع پر مباحث و قراردات قرار پایا تو وہ انسانی حقوق ہے انکی ادائیگی و تحفظ پر برابر شور و غل مچا۔ دنیا کی تمام اقوام کے اصحاب علم و دانش اس موضوع پر اپنے خیالات و تصورات کا اظہار اپنی قلمی خدمات انجام دی۔ مذہبی رہنما سے لیکر سیاسی رہنما تک، خاص و عام الغرض یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر بولنا، اور غور و فکر کرنا اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ یہ (حقوق) فطری ہے اور انکی خلاف ورزی فطرت سے جنگ ہے۔ اسلام میں تصور حقوق کیا ہے؟ حضرت سلمان فارسیؓ نے ایک موقع پر اپنے میزبان سے فرمایا

"ان لربک علیک حقا ولنفسک علیک حقا ولاهلک علیک حقا (وفی روایۃ: ولزورک علیک حقا)، فاعط کل ذی حق حقہ" (بخاری، رقم ۱۹۶۸)

کہ تیرے رب کے تجھ پر حق ہیں، تمہارے نفس کا تجھ پر حق ہے، تمہاری بیوی کا تجھ پر حق ہے، آنے جانے والے مہمانوں کا بھی تجھ پر حق ہے، پس ہر حق والے کو اس کا حق ادا کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب حضرت سلمان فارسیؓ

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا

(القرآن، بنی اسرائیل، 70:17)

176

ترجمہ

اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری میں (مختلف سواریوں پر) سوار کیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا فضیلت دے کر برتر بنا دیا

اللہ تعالیٰ نے سورہ لقمان آیت نمبر ۲۰ میں انسانیت کو یوں خطاب فرماتے ہیں

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

ترجمہ

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سب کو تمہارے ہی کام لگا دیا ہے۔"

سورہ النساء کی پہلی آیت جو تمام انسانوں کو مخاطب ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا

ترجمہ

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی، پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا، پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا، اور ڈرو اس اللہ سے جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، اور قرابتوں (میں بھی تقویٰ اختیار کرو)، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے

اسی طرح الحجرات میں اللہ پاک فرماتے ہیں

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

ترجمہ

"اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے طبقات اور قبیلے بنا دیئے تا کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک اللہ کے نزدیک

ڈاکٹر ریاض احمد شیخ

اسسٹنٹ پروفیسر

شعبہ اسلامک اسٹڈیز،

اسلامک یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، کشمیر۔ 192122

اسلام زندگی کا ایک عملی نظام حیات اور زندگی کے تمام تر جملہ مسائل کا پر حاوی ہے انسانیحقوق کے حوالے سے اسلام ایک وسیع اور جامع تصور پیش کرتا ہے جو صرف کاغذ کے اوراق پر لکھی تحریریں و قراردادیں نہیں بلکہ اسلامی تاریخ نے ان کا ھمہ گیر عملی نمونہ پیش کیایہ انسانی حقوق کی مکمل تحفظ کرنے کے ساتھ ساتھ عزت و آبرو کی حفاظت بلا رنگ نسل، مذہبی ملت کی ادائیگی کا حکم دیتا ہےنسانی حقوق کے بارے میں اسلام کا تصور بنیادی طور پر بنی نوع انسان کے احترام، وقار اور مساوات پر مبنی ہے

دورحاضر میں اگر کسی موضوع پر مباحث وقراداتقرار پایا تو وہ انسانی حقوق ھے انکی ادائیگی و تحفظ پر برابر شور و غل مچا۔ دنیا کی تمام اقوام کے اصحابِ علم و دانش اس موضوع پر اپنے خیالات و تصورات کا اظہار اپنی قلمی خدمات انجام دی۔ مذہبی رہنما سے لیکر سیاسی رہنما تک، خاص و عام الغرض یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر بولنا، اور غوروفکر کرنا اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ یہ (حقوق) فطری ہے اور انک خلاف ورزی فطرت سے جنگ ھے۔

اسلام میں تصورحقوق کیا ہے؟ حضرت سلمان فارسیؓ نے ایک موقع پر اپنے میزبان سے فرمایا

''ان لربک علیک حقًا ولنفسک علیک حقًا ولأھلک علیک حقًا (وفی روایۃ: ولزورک علیک حقًا) ، فأعط کل ذی حق حقہ'' (بخاری، رقم ۱۹۶۸)

کہ تیرے رب کے تجھ پر حق ہیں، تمہارے نفس کا تجھ پر حق ہے، تمہاری بیوی کا تجھ پر حق ہے، آنے جانے والے مہمانوں کا بھی تجھ پر حق ہے، پس ہر حق والے کو اس کا حق ادا کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب حضرت سلمان فارسیؓ کی اس بات کا تذکرہ کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا ''صدق سلمان'' کہ سلمان نے جو کہا، سچ کہا۔ چنانچہ اسلام میں حقوق کا بنیادی تصور حضرت سلمان فارسیؓ کا یہ جملہ ہے ''أعط کل ذی حق حقہ'' کہ ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرو۔

اسلام کی تمام تر تعلیمات کا لب لباب دو ایسے باتیں ہیں جو بلواسط یا بلاواسطہ حقوق انسانی کی عزت و تقریب ھے۔

١ ۔اللہ تعالٰی کی بندگی و اطلاعات۔ یعنی حقوق اللہ

٢۔ اللہ کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک۔ یعنی یہاں مخلوق کا ہرگز مطلبنہیں صرف حقوق انسانی بلکہ اللہ تعالٰی کی تمام مخلوق(چرندے و پرندے)

ایک طرف اللہ پاک نے انسان کو مززومکرم مخلوق کا بلند مرتبہ عطاء کیا ۔اس کو اپنی دیگر مخلوقات پر فوقیت وبرتری عطاء کی۔اس (بلند) مرتبے کو اللہ تعالٰی نے قرآن پاک کے مختلف مقامات پر واضع کیا:۔۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً

(القرآن، بنی اسرائیل،17 : 70

ترجمہ

اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری میں (مختلف سواریوں پر) سوار کیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا فضیلت دے کر برتر بنا دیا

اللہ تعالٰی نے سورہ لقمان آیت نمبر ٣١ میں انسانیت کو یوں خطاب فرماتے ھیں

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

ترجمہ

’’کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سب کو تمہارے ہی کام لگا دیا ہے۔‘‘

سورہ النساء کی پہلی آیت جو تمام انسانوں کو مخاطب ھے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍوَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُواْ اللّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ

وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا

ترجمہ

’’اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی، پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا، پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا، اور ڈرو اس اﷲ سے جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، اور قرابتوں (میں بھی تقویٰ اختیار کرو)، بے شک اﷲ تم پر نگہبان ہے

اسی طرح الحجرات میں اللہ پاک فرماتے ہیں

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِير

ترجمہ

’’اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے طبقات اور قبیلے بنا دیئے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک اللہ کے نزدیک تو تم سب میں عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو، بے شک اللہ سب کچھ جانتا باخبر ہے

اسلام نے حقوق اللہ اور حقوق العباد میں توازن قائم رکھا ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۶میں ہے

’’واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئًا وبالوالدین احسانًا وبذی القربٰی والیتامٰی والمساکین والجار ذی القربٰی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم‘‘

اور تم اللہ کی عبادت اختیار کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور اہلِ قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غرباء کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی اور راہ گیر کے ساتھ بھی اور ان کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضے میں ہیں۔

انسان کی سب سے پہلی تکریم یہ ہے کہ اسے خوبصورت شکل اور مناسب ہیئت دیا

اچھی خلقت اور خوش شکل بنا کر مکرم بنانے کے بعد الٰہی امتیازات سے نوازا۔ پھر اسے روشن عقل دی، جس کے ذریعے وہ امور کی تدبیر کر سکے اور حق و باطل، خیر و شر اور نفع و نقصان کے مابین تمیز کر سکے۔اللہ تعالیٰ نے کو بہتر شکل و صورت، عقل و منطق اور دیگر نوازشات کے ذریعے مکرم بنانے

کے بعد اسے دی گئی تمام نعمتوں اور امتیازات کی تحفظ کو عمومی حقوق و فرائض کی صورت میں لازم قرار دیا

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، صحابہ کرام، تابعین اور تابعین نے اپنے قول وعمل سے لوگوں کے حقوق کی آدائیگی کے ساتھ ساتھ ان کی تحفظ کی جو مثالیں پیش کی وہ تاریخ میں سنہری الفاظ سے درج ھیں۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خطبہ حجۃ الوداع میں واضح الفاظ میں انسانی حقوق کا دستور کل انسانیت کے نام کیا فرمایا: نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

یا ایھا الناس الا ان ربکم واحد و ان اباکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا لاسود علی احمر الا بالتقویٰ۔(احمد بن حنبل، المسند، 5 : 411، رقم: 23536)

’’اے لوگو! خبردار ہوجاؤ کہ تمہارا رب ایک ہے اور بیشک تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے۔ کسی عرب کو غیر عرب پر اور کسی غیر عرب کو عرب پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی سفید فام کو سیاہ فام پر اور نہ سیاہ فام کو سفید فام پر فضیلت حاصل ہے سوائے تقویٰ کے۔‘‘

حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مزید ارشاد فرمایا:

الناس کلہم بنو آدم و آدم خلق من تراب۔

’’تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے

بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، جو اس پر نہ خود ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے کسی دوسرے کے ظلم کے لیے تنہا چھوڑ دیتا ہے۔ جو شخص اپنے کسی بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے، اللہ تعالٰی اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔ جو شخص دنیا میں کسی مسلمان بھائی کی کوئی مشکل دور کرتا ہے اللہ تعالٰی اس کی قیامت کی مشکلات میں سے ایک مشکل دور کر دیں گے۔ اور جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان بھائی کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے، اللہ تعالٰی قیامت کے دن اس کے عیب پر پردہ ڈالیں گے۔

اس حدیث میں جناب نبی اکرمؐ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اللہ تعالٰی کے قانون اور ضابطے کا ذکر کیا ہے کہ ایک مسلمان دنیا میں دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ جو طرزعمل اختیار کرتا ہے، قیامت کے روز اللہ تعالٰی اس کے ساتھ وہی رویہ اختیار فرمائیں گے۔ اور یہ بات ہمارے ہاں بھی اس طرح ہے کہ ہماری اولاد اور رشتہ داروں کے ساتھ کوئی شخص اچھا سلوک کرتا ہے تو ہمارے دل میں فطری طور پر اس کے لیے اچھے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ہمارے کسی تعلق دار سے نامناسب سلوک کرتا ہے تو اس کے لیے ہمارے دلوں میں بھی اس طرح کے جذبات ابھرتے ہیں۔ مخلوق اللہ تعالٰی کا کنبہ ہے، اس لیے اللہ تعالٰی کی مخلوق کے ساتھ جو طرز عمل اختیار کیا جائے گا فطری طور پر اللہ تعالٰی کی طرف سے بھی اسی قسم کے سلوک کی امید رکھنی چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالٰی قیامت کے روز اپنے ایک بندے سے فرمائیں گے کہ اے آدم کے بیٹے! میں فلاں وقت بیمار تھا، تو نے عیادت نہیں کی۔ وہ حیران ہو کر دریافت کرے گا

کہ آپ تو رب العالمین ہیں، میں آپ کی عیادت کیسے کرتا؟ اللہ تعالٰی فرمائیں گے کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا جس کا تجھے علم تھا اور تو نے اس کی بیمار پرسی نہیں کی۔ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس موجود پاتا۔ پھر اللہ تعالٰی فرمائیں گے کہ اے آدم کے بیٹے! میں نے فلاں وقت تجھ سے کھانا مانگا تھا، تو نے مجھے کھانا نہیں دیا۔ وہ پھر حیرانی سے پوچھے گا کہ یا اللہ! آپ تو رب العالمین ہیں، آپ کیسے بھوکے تھے اور میں آپ کو کیسے کھانا کھلاتا؟ اللہ تعالٰی فرمائیں گے کہ میرا فلاں بندہ بھوکا تھا اور اس نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا، تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا ثواب و اجر میری طرف سے تجھے ملتا۔ اس کے بعد اللہ تعالٰی فرمائیں گے کہ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا، تو نے مجھے پانی نہیں دیا تھا۔ وہ حیرت سے سوال کرے گا کہ یا اللہ! آپ تو رب العالمین ہیں آپ کیسے پیاسے تھے اور میں آپ کو کیسے پانی پلاتا؟ اللہ تعالٰی فرمائیں گے کہ میرا فلاں بندہ پیاسا تھا جس کا تجھے علم تھا اور اس نے تجھ سے پانی مانگا تھا، تو نے اسے پانی نہیں پلایا تھا۔ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس کا اجر و ثواب تجھے میری طرف سے ملتا۔

اس حدیث پراگر غور کیا جائے تو یہ واضح ہوجاتا کہ اللہ تعالٰی انسان کی بھوک کو اپنی بھوک، اس کی پیاس کو اپنی پیاس، اور اس کی بیماری کو اپنی بیماری فرما رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ رب العزت ان سب کمزوریوں سے پاک ہیں، وہ بے نیاز ہیں اور کسی قسم کی ضرورت اور کمزوری ان کے ساتھ نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ یہ فرما رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں اپنے بندوں کی ضروریات کا لحاظ ہے، اور دوسرے بندوں کو وہ انہیں پورا کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ انہیں اپنے بندوں کی عزت نفس کا بھی پاس ہے کہ دینے والے سے فرما رہے ہیں کہ تو اس کو کچھ نہیں دے رہا مجھے دے رہا ہے اور اس کا اجر و ثواب تجھے مجھ سے ملے گا۔ حتٰی کہ قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے پر خرچ کر کے اور اس کی ضرورت پوری کر کے بعد میں اسے جتلا دیا یا کسی اور کے سامنے اس کا تذکرہ کر دیا تو اس کا ثواب باطل ہو جائے گا اور نیکی برباد ہو جائے گی۔

عن معاذ بن جبل قال قال رسول اﷲ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا معاذ اتدری ما حق اﷲ علی العباد قال اﷲ ورسولہ اعلم! قال ان یعبد اﷲ ولا یشرک بہ شیاء قال اتدری ماحقہم علیہ اذا فعلوا ذلک فقال اﷲ ورسولہ اعلم قال ان لا یعذبہم۔(مسلم، الصحیح، 1 : 59، رقم 30)

”حضرت معاذ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے معاذ کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کا بندے پر کیا حق ہے؟ حضرت معاذ نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا : یقیناً اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ اللہ پر بندے کا کیا حق ہے؟ حضرت معاذ نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ (اپنے ایسے) بندوں کو عذاب نہ دے۔“

اسی طرح حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اہل ایمان کو تلقین فرمائی ہے کہ وہ ان فرائض کو ادا کریں جو ان پر ان کے والدین، بچوں، عورتوں، ان کے پڑوسیوں، غلاموں اور ذمیوں وغیرہ کی طرف سے عائد ہوتے ہیں۔

حضرت محمد صلی علیہ وسلم کا یہ اعلان تاقیامت تک انسانیت (بلا کسی امتیاز کے) کے لئے دستورالعمل بن۔ گیا۔اس کی مثال نمونے کے طور پیش خدمت ہے

مصر کے گورنر خضرت عمروبنالصاصیجو عربوں کے معزز خاندان کے معزز فرد تھے۔انکے بیٹے نے ایک گھوڑ دوڑ کے مقابلے میں مصری شہری کو یہ کہہ کر ہاتھ ماردیا کہ یہ ایک معزز شخص کا ہاتھ ھے۔اس شخص نے اس کی شکایت مسلمانوں کے حاکم خلیفہ خضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مدینہ جائے کردی۔خضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مصر کے گورنر کے بیٹے کو مدینہ طلب کیا۔ اور واقعہ دریافت کیا۔ واقعہ صحیح ثابت ہونے پر مصری شہری سے کیا گیا کہ تم انکے بیٹے کو اسی طرح ہاتھ مارو جس طرح انہوں نے مارا تھا اور فرمایا کہ ان کے باپ گورنر کو بھی مارو کیونکہ انہی کے بل بوتے پر ان کے بیٹے کو یہ جرت ہوئی۔اور فرمایا تم نے لوگوں کو غلام بنالیا ھے حالانکہ ان کے ماں باپ نے انکو آزاد پیدا کیا ہے۔"

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا "سب سے بڑی زیادتی یہ ہے کہ آدمی نا حق کسی مسلمان کو بے عزتی کرے"(ابو داؤد ۴۸۷۶)

اسلام نے۔ انسانیت کو وہ مشل راہ پر کامزن کیا جو مساوات، خق پر مبنی اور تمام قسم کے (انسانی خرافات) یعنی ذات پات، نسل، رنگ، جنس، زبان، حسب و نسب اور مال و دولت پر مبنی تعصبات کو جڑ سے اکھاڑ دیا اور تاریخ میں پہلی مرتبہ تمام انسانوں کو ایک دوسرے کے ہم پلہ قرار دیا خواہ وہ امیر ہوں یا غریب، سفید ہوں یا سیاہ، مشرق میں ہوں یا مغرب میں، مرد ہوں یا عورت اور چاہے وہ کسی بھی لسانی یا جغرافیائی علاقے سے تعلق رکھتے ہوں۔ انسانی مساوات کی اس سے بڑی مثال کیا ہوسکتی ہے کہ دنیا کے مختلف ملکوں، نسلوں اور زبانوں سے تعلق رکھنے والے ہر سال مکۃ المکرمہ میں ایک ہی لباس میں ملبوس حج ادا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ہاں مگر ایک برتری ہے اور وہ تقوی کی ہے۔

قرآن کریم میں حقوق العباد کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ کا ذکر بھی ہے کہ ہر انسان پر دوسرے انسانوں کے بھی حقوق ہیں۔ ماں باپ کا حق ہے، بیوی کا حق ہے، خاوند کا حق ہے، بچوں کا حق ہے، رشتہ داروں کا حق ہے، پڑوسیوں کا حق ہے، اور سوسائٹی کے نادار لوگوں کا حق ہے۔ ان سب حقوق کو اپنی اپنی جگہ صحیح طور پر ادا کر کے ہی انسانی معاشرے میں امن وسکون (جس کے لئے آج انسان ترس رہا ہے)اور ترقی کی راہ پر روادار ھوگا۔ ان ہی حقوق سے انسان کی عظمت اور سربلندی وابسطہ ہے یہ اسے رفت اور بلندی کی طرف لے جاتے ہیں اور انکی خلافورزی انسان کو ذلت و پستی کی زندگی گزارنے پر مجبور کرتی ہے۔جس کی مثال تاریخ آج بھی بخوبی پیش کرتی رہتی ہے

انسانی حقوق کے حوالے سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ معاشرے میں جان، مال اور آبرو کا تحفظ انسان کا بنیادی حق ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ان دماء کم وأموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمت یومکم ھذا فی شہرکم ھذا وفی بلدکم ھذا او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم'' (بخاری، رقم ۴۰۵۴، ۶۵۵۱) کہ تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں، تم پر (آپس میں) اسی طرح حرام ہیں جیسے اس دن اور اس مہینے میں تمہارے اس شہر کی حرمت ہے۔ بخاری کی ایک اور روایت میں ''وابشارکم'' کا لفظ بھی ہے کہ تمہارے چمڑے بھی ایک دوسرے پر حرام ہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے پر ہاتھ نہ اٹھائے

رسول اللہؐ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایسی گفتگو کو گناہِ عظیم بتایا ہے جس سے کسی کی بے عزتی کا پہلو سامنے آتا ہو۔ جو شخص کسی پر بدکاری کی تہمت لگائے وہ سزا کا مستحق ہے کہ اس نے کسی دوسرے کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے۔ اسی طرح قرآن نے غیبت سے منع فرمایا ''ولا یغتب بعضکم بعضًا ایحب

احدکم ان یأکل لحم اخیہ میتًا فکرهتموه‘‘ (سورة الحجرات ١٢) اور کوئی کسی کی غیبت نہ کیا کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، سو تم اس کو ناپسند کرتے ہو۔

ایک صحابیؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس شخص کے عیب کا ذکر کیا جائے اگر اس شخص میں وہ عیب ہو کیا تب بھی ذکر کرنا منع ہے؟ صحابیؓ کے ذہن میں شاید یہ تھا کہ کسی کا ایسا عیب ذکر کیا جائے جو اس میں نہ ہو، تب غیبت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا، اسی کا نام تو غیبت ہے۔ ایک آدمی میں کوئی عیب موجود ہے اور اس عیب کو کسی جگہ خواہ مخواہ مجلس آرائی کے لیے بلا ضرورت ذکر کرنا، اسی کا نام غیبت ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اگر اس شخص میں وہ عیب نہیں ہے تب تو یہ بہتان ہوگا۔ جان و مال اور آبرو کا تحفظ اسلام سے زیادہ کس نے کیا ہے؟ اسلام کے احکام سے زیادہ جامع احکام کس کے ہیں کہ کسی کو نا حق قتل کرنا، کسی کی عزت کو مجروح کرنا، کسی کی غیبت کرنا اور کسی پر بہتان لگانا، یہ سب قابل سزا جرم قرار پائے ہیں۔

سلام نے عزتِ نفس کو بھی اہمیت دی ہے اور ایسی گفتگو کو بھی حرام قرار دیا ہو جس سے کسی کی بے عزتی کا پہلو نکلتا ہو۔ جو شخص کسی پر بدکاری کی تہمت لگائے وہ کوڑوں کی صورت میں سخت سزا کا مستحق ہے۔ قرآن نے غیبت سے منع فرمایا ہے اور اس کی قباحت وشناعت واضح کرنے کے لیے اس حرکت کو اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا ہے، چنانچہ ارشادِباری تعالیٰ ہے: ترجمہ: اور کوئی کسی کی غیبت نہ کیا کرے، کیا تم میں سے کوئی (اس بات کو) پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، سو تم اس کو ناپسند کرتے ہو۔ اکثر لوگ جانتے ہی نہیں کہ غیبت کسے کہتے ہیں۔ کسی کو ٹوکو تو کہتا ہے: میں نے تو وہ بات بیان کی ہے جوواقعی اس میں دیکھی ہے، یہ کون سی غیبت ہوئی۔ اسی طرح کا سوال ایک صحابیؓ نے کیا تھا: یارسول اللہﷺ! جس شخص کے عیب کا ذکر کیا جائے اگر اُس شخص میں وہ عیب ہو کیا تب بھی ذکر کرنا منع ہے؟حضورﷺ نے فرمایا: اسی کا نام تو غیبت ہے۔ ایک آدمی میں کوئی عیب موجود ہے اور اس عیب کو کسی جگہ خواہ مخواہ مجلس آرائی کے لیے بلا ضرورت ذکر کرنا، اسی کا نام غیبت ہے۔ اگر اس شخص میں وہ عیب نہیں ہے تب تو یہ بہتان ہوگا۔

انسانی حقوق کی حفاضط ایک معاشرہ سے فتنہ و فساد کے خاتمہ اور امن وامان کے قیام کے لئے نہایت ضروری ضمانت ۔